دلچسپی

قاری عزیز احمد راشد
مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد

درحقیقت ''دلچسپی'' میں انسانی کامیابی و ناکامی کا راز پنہاں ہے۔ کسی کام کے حسن و قبح کا تعلق بھی کافی حد تک اسی سے ہے۔ دلچسپی اپنے اندر خوشیوں کا پیغام لئے ہوئے ہے اور عدم دلچسپی کی وجہ سے انسان بے شمار مصائب و آلام کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ دلچسپی سے رضائے الٰہی اور عدم دلچسپی سے انسان اللہ کی ناراضی مول لے سکتا ہے۔ الغرض دنیا و آخرت کی سعادتوں کا تعلق دلچسپی اور شقاوتوں کا تعلق عدم دلچسپی سے ہے۔

دلچسپی کو اگر ہماری زندگی میں اتنی اہمیت حاصل ہے تو پھر دلچسپی میں ہماری دلچسپی ضرور ہونی چاہئے۔ ہمیں ضرور غور کرنا چاہئے کہ یہ ہماری کامیابی و ناکامی سے کس طرح متعلق ہے؟

تو آیئے !

کسی بھی مقصد کے حصول کیلئے، چاہے مقصد رضائے الٰہی ہو یا دنیا کا حصول، دلچسپی ضروری ہے۔ کسی ٹارگٹ (Target) کے حصول کیلئے کوشش کے ساتھ اگر دلچسپی کو شامل نہیں کرتا تو اس ٹارگٹ کا حصول انتہائی مشکل ہے۔ جس کو ہم ایک ریسرچ (Research) سے بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ یورپ کی کسی یونیورسٹی میں دلچسپی اور عدم دلچسپی پر تحقیق کی گئی کہ انسانی رویوں پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔

1500 طلبا کا انتخاب کیا گیا جو سب گریجوایشن تھے۔ ان کے سامنے دو طرح کے کام رکھے گئے کہ دونوں کاموں میں سے جس کو وہ چاہیں اختیار کرلیں:

(۱) ایک کام ایسا تھا جس میں مال کا حصول بہت تھا لیکن وہ کام دلچسپی والا نہ تھا۔

(۲) دوسرا کام وہ تھا جس میں مال کا حصول کم تھا لیکن کام دلچسپی والا تھا۔

1500 طلبا میں سے **83** فیصد طلباء نے پہلے کام کو پسند کیا جو تقریبا **1245** طلباء بنتے ہیں۔ **17** فیصد لوگوں نے دوسرے کام کو پسند کیا کہ مال کو ہم نے کیا کرنا ہے کام اچھا، دلچسپی والا ہونا چاہئے جبکہ زیادہ تعداد ان کی تھی جنہوں نے کہا کہ بھئی مال ملنا چاہئے کام چاہے جیسا کیسا بھی ہو۔

20 سال تک تحقیق جاری رہی۔ اب جو رزلٹ سامنے آیا وہ یہ تھا کہ ان میں سے **101** طلباء مالدار بن گئے۔ ظاہری طور پر یہ نظر آتا ہے کہ ان میں سے زیادہ وہی طلباء ہونگے جنہوں نے ایسا شعبہ اختیار کیا جس میں مال تھا۔ دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ **101** طلباء میں **100** وہ طالب علم مالدار بنے جنہوں نے ایسا شعبہ اختیار کیا تھا جس میں مال تو کم تھا لیکن وہ کام دلچسپ تھا۔

دوسری طرف **83** فیصد طلباء میں سے صرف ایک طالب علم مالدار بنا باقی سب ناکام رہے۔ وجہ کیا ہے؟ حالانکہ انہوں نے تو کام ہی ایسا شروع کیا جس میں مال تھا۔ ایک ہی وجہ سمجھ آتی ہے کہ انہوں نے کام ایسے شروع کئے ہونگے جن میں مال کا حصول تھا لیکن عدم دلچسپی کی وجہ سے وہ اس کام میں کامیاب نہ ہو سکے، کیونکہ انہوں نے عدم دلچسپی کی وجہ سے وہ کام احسن انداز سے نہیں کئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو اس کام سے ہٹا دیا گیا۔

دوسری طرف **17** فیصد لوگوں نے جو کام شروع کئے ان میں گو مال کم تھا لیکن دلچسپی تھی۔ دلچسپی سے کیا گیا کام قابل قدر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قابل قدر خدمات سرانجام دینے کے صلے میں اپنے شعبے میں کامیاب ہوئے۔

اس کا مشاہدہ تو ہم اپنی سوسائٹی میں بھی کر سکتے ہیں کہ اچھی ملازمت سے کوئی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اس کام میں عدم دلچسپی کی وجہ سے جبکہ دوسری طرف معمولی تنخواہ والا آدمی قابل قدر خدمت سرانجام دینے کی وجہ سے مالک کی مجبوری بن جاتا ہے۔ پھر مالک اس کے مطالبات ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

یہی معاملہ حصول رضائے الٰہی کا ہے۔ رضائے الٰہی کے کام دلچسپی سے کرنے والا اور عدم دلچسپی سے کرنے والا اجر میں برابر نہیں ہیں۔ ایک انسان نماز میں دلچسپی نہیں لے رہا وہ خشوع کیا پیدا کرے گا اور جو اپنی نماز کو خشوع کے بغیر پڑھ رہا ہے اسے اجر............؟

بھلا آپ ہی کہئے کہ ایک مدرس دلچسپی سے پڑھانے والا، ایک عدم دلچسپی سے، نتائج برابر ہونگے؟ ایک طالب علم دلچسپی سے پڑھنے والا، دوسرا بوجھ سمجھ کر تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ کیا علم کے

ثمرات برابر حاصل کر لیں گے؟ باقی شعبوں کو چھوڑ کر درس و تدریس کا شعبہ ہی لے لیں اس میں جن لوگوں نے بھی کام کیا ہے، ذاتی دلچسپی اور لگن سے کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین، مفسرین اور مورخین کا کام پائیدار ہے کیونکہ کسی سے جبرا کام نہیں لیا گیا۔ کیا کوئی ایسی حدیث کی کتاب، حدیث کی شرح، تفسیر، تاریخ کی کتاب ہم ذخیرہ علم میں پاتے ہیں جو کسی امام نے عدم شوق یا مجبوری سے لکھی ہو؟

معلوم ہوا یہ شعبہ تو سراسر دلچسپی پر مبنی ہے۔

جو مدرس، طالب عالم اپنے اس کام میں دلچسپی پیدا نہیں کرے گا وہ ناکام ہو جائے گا۔

مذکورہ گفتگو سے ہم یہ نتائج اخذ کر سکتے ہیں:

۱۔ ہمیں ایسا کام شروع کرنا چاہئے جس میں ہماری دلچسپی ہے۔

۲۔ کوئی کام کسی کے سپرد کرتے ہوئے دیکھنا چاہئے کہ اسے اس میں دلچسپی کتنی ہے، بصورت دیگر اچھے نتائج کی ہمیں توقع نہیں کرنی چاہئے۔

۳۔ اگر زندگی میں ہمیں ایسے کام سے واسطہ پڑ جائے جس میں ہماری دلچسپی نہیں تو ہمیں چاہئے کہ اب ہی اس کام میں اپنی دلچسپی پیدا کر لیں۔

۴۔ دلچسپی کے بغیر اپنے مقصد کو پانا انتہائی مشکل ہے۔

۵۔ ایسی گفتگو جس میں ہم سامعین کی دلچسپی پیدا کر لیں، ابلاغ کے اعتبار سے انتہائی مفید ثابت ہو گی۔

۶۔ ایسی گفتگو جس میں سامعین کی دلچسپی نہیں، زیادہ مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔

۷۔ کسی سے بہتر کام لینے کیلئے ضروری ہے کہ انہیں اس کی دلچسپی بڑھا دی جائے۔

مہنگائی کا علاج

......سرکاری اخراجات میں کمی......

میاں نعیم الرحمٰن
صدر جامعہ سلفیہ فیصل آباد

پاکستانی عوام آج کل جن مسائل سے دوچار ہیں اس میں اہم ترین مسئلہ ہوشربا مہنگائی کا ہے۔ روزمرہ استعمال کی اشیاء کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ لوگوں میں قوت خرید نہیں رہی۔ آئے دن قیمتوں میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ ایک [illegible] مزدور سو سے ڈیڑھ سو روپیہ دیہاڑی کماتا ہے۔ اگر وہ زیادہ نہیں صرف پانچ افراد کا کفیل بھی ہو تو بڑی مشکل سے دو وقت روٹی کھا سکتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی بیمار پڑ گیا یا کسی دکھ سکھ میں شامل ہونا پڑا تو قرضے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ یہ وہ حقیقت ہے جس سے عام آدمی بخوبی آگاہ ہے۔ لیکن ہماری امپورٹڈ حکومت کے مہنگے ترین مشیروں کو یہ منظر دکھائی نہیں دیتا۔ ان کے نزدیک پاکستانی قوم اب غریب نہیں رہی۔ اس لئے کہ سیلولر فون عام ہو چکے ہیں اور عام آدمی کی دسترس میں ہیں۔ حضور والا کو کون سمجھائے کہ 15 کروڑ کی آبادی میں اگر ایک کروڑ یہ فون استعمال کر رہے ہیں تو یہ وہی لوگ ہیں جو آپ کی طرح روزانہ ٹائی بدلتے ہیں، تھری پیس سوٹ پہن کر فرانس کی مہنگی ترین خوشبو لگا کر اٹلی کے جوتے پہن کر غربت کے خاتمے پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہیں۔

دنیا میں مہنگائی کے اسباب کچھ بھی ہوں لیکن وطن عزیز میں مہنگائی کی بنیادی وجہ سرکاری اخراجات میں بے تحاشا اضافہ ہے۔ ایوان صدر اور وزیراعظم سیکرٹریٹ کے اخراجات کا تخمینہ اربوں میں ہے۔ علاوہ ازیں بھاری بھرکم کابینہ، مشیروں اور پارلیمانی سیکرٹریوں کی فوج ظفر موج الگ ہے۔ ایک ایک سیکرٹری کے پاس کئی کئی گاڑیاں، گھر اور بے شمار سہولیات ہیں۔ TA/DA کا تو تذکرہ ہی فضول ہے۔

ان تمام مصارف کو پورا کرنے کیلئے ٹیکس عائد کئے جاتے ہیں جن میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ نمونے کے طور پر ملاحظہ فرمائیں بجلی کا بل مثلاً بجلی کی قیمت، انکم ٹیکس، محصول بجلی، اور جنرل سیلز ٹیکس۔ اصل بل پر کم از کم 60% اضافہ ٹیکسوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ سرکاری اخراجات کا بوجھ براہ راست عوام کو اٹھانا پڑتا ہے جو اپنے خون پسینے کی کمائی کو سرکار کے خزانے میں جمع کراتے ہیں۔ جن پر بابو اور منسٹر موج میلا کرتے ہیں۔ عوام اپنی آمدن کا بڑا حصہ جب ٹیکس کی شکل میں ادا کرتے ہیں تو ان کے پاس روزمرہ استعمال کی اشیاء لینے کیلئے بھی بجٹ نہیں ہوتا۔ اور ٹیکسوں کی بھرمار سے اشیائے ضروریہ انتہائی مہنگی ہوتی ہیں جیسا کہ تیل، پٹرول اور ڈیزل کا ہماری معیشت کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ جب ان کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو دیگر قیمتوں میں خود بخود اضافہ ہو جاتا ہے۔ محض تاجروں کو برا بھلا کہنے سے اشیاء سستی نہیں ہوتیں اور نہ ہی مجسٹریٹ مقرر کرنے سے خاطر خواہ فائدہ ہو گا۔

اس لئے اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ عوام کو کوئی ریلیف ملے اور غریب کو فائدہ پہنچے تو انہیں سرکاری اخراجات میں کم از کم پچاس فیصد کمی کر دینی چاہئے اس سے ٹیکس کی شرح میں کمی آئے گی۔ جس سے روزمرہ کی اشیاء کی قیمتیں گر جائیں گی۔

چونکہ یہ عمل مشکل ہے، کون پیٹ پر پتھر باندھے گا کون ایثار اور قربانی دے گا۔ عوام کی ہمدردیاں تو محض دکھاوا ہے۔ واری صدقے جانا تو محض ڈرامہ ہے۔ اگر حکومت چاہے تو پچاس فیصد رعایت دے کر اگلا الیکشن جیت سکتی ہے۔ دیکھئے کون اس موقع سے فائدہ اٹھاتا ہے۔